حقوقِ اولاد

مولانا حالی مرحوم

حالی پبلشنگ ہاؤس کتاب گھر دہلی

شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی

خواجہ صاحب کا سلسلۂ نسب حضرت ابو ایوب انصاری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ آپ کے آباد اجداد شاہ بلبن کے عہد میں ہرات سے ہندوستان آکر پانی پت ضلع کرنال میں مقیم ہوئے تھے۔ بادشاہ نے ازراہ قدردانی پانی پت اور اس کا ملحقہ علاقہ بطور الطاف شاہانہ ان کو مرحمت کیا۔ اور منصب قضات پر مامور فرمایا۔ آپ کی ولادت ۱۸۳۷ء میں پانی پت محلہ انصار میں ہوئی۔ مولانا کو تحصیل علم کا شروع ہی سے شوق تھا۔ ابتدا میں نواب مصطفی خان شیفتہ سے مشورۂ سخن کیا اور پھر مرزا غالب مرحوم کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا۔ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد گورنمنٹ پنجاب کے دارالکتب (بک ڈپو) لاہور میں پرانی کتابوں کی کا لٹریچر موجودہ زمانے کے مطابق درست کرنے پر مامور ہو گئے۔ ۱۸۷۴ء میں کرنل ہالرائڈ ڈائرکٹر تعلیمات نے لاہور میں ایک بزم مشاعرہ قائم کی تھی جس میں بجائے مصرع طرح کے خاص خاص عنوانوں پر شعرا کو طبع آزمائی کا موقع دیا جاتا تھا۔ اس موقع پر مرحوم نے اپنی طبع آزمائی کے وہ جوہر دکھائے جس نے ان کی شہرت کو دوبالا کر دیا۔ چار سال بعد اینگلو عربک اسکول دہلی کی مدرسی پر مقرر ہوئے۔ جو آپ کی ادبی زندگی کے حق میں بہت ہی مفید

تعداد ۱۰۰۰ اگست ۱۹۴۰ء قیمت ۲ر

ثابت ہوا یہیں آپ کی سرسید احمد خاں سے ملاقات اور ملاقات کے بعد دوستی ہو گئی، چند دنوں کے بعد آپ سرسید کے دست راست اور ان کی قومی تحریک کے ایک ممتاز رکن ہو گئے انہیں کے ایما سے آپ نے ۱۸۷۹ء میں اپنا مشہور مسدس لکھا جس نے مسلمانوں میں ایک تہلکہ برپا کر کے انھیں خواب غفلت سے چونکا دیا۔ آپ نے عورتوں پر کئی کتابیں لکھیں اور ان کتابوں کے صلہ میں تعلیمی دربار دہلی کے موقع پر لارڈ بروک نے چار سو روپے انعام عطا کیا۔ ۱۹۰۴ء میں گورنمنٹ عالیہ نے آپ کو شمس العلماء کا خطاب عطا کیا۔ آپ اپنی طرز کے موجد اور نصائح و پند کے یکتا ادیب تھے حقیقت میں قول و فعل کی جو دل پسند مطابقت مولانا حالی کی ذات میں پائی جاتی تھی وہ کسی میں نہیں۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء کو آپ نے انتقال کیا اور ہمیشہ کے لئے خُلد بریں کو اپنا مسکن بنایا۔

مولانا کی سیرت ۔ مولانا کی سیرت میں یہ دو ممتاز خصوصیتیں تھیں، ایک سادگی اور دوسری درد دل۔ اور یہی شان ان کے کلام میں ہے۔ ان کی سیرت اور ان کا کلام ایک دوسرے کا عکس ہیں۔ تعصب ان میں نام کو نہ تھا۔ ہر قوم اور ملت کے آدمی سے یکساں خلوص اور محبت سے پیش آتے تھے، ہندو مسلم اتحاد کے بڑے حامی تھے۔ مرحوم ہماری قدیم تہذیب کا بے مثال نمونہ تھے۔ شرافت اور نیک نفسی ان پر ختم تھی۔ مخالفت سہنے کا ان میں عجیب و غریب مادّہ تھا، کیسا ہی اختلاف ہو۔ وہ صبر کے ساتھ سنتے تھے، یہ ادیب کا بہت بڑا کمال ہے۔

تصانیف مولانا الطاف حسین حالیؔ

یہ کتابیں مختلف مقامات کی چھپی ہوئی ہیں

نظم

مسدس حالی صدی ایڈیشن مطبوعہ حالی پبلشنگ ہاؤس عا دعلہ

" " (مطبوعہ تاج کمپنی) سے دو عہ

شکوہ ہند۔ قوم کے شاندار ماضی کا دردناک تذکرہ ۱ر

مناجات بیوہ۔ مظلوم بیوہ کی داستان غم ۲ر

حقوق اولاد و والدین کے فرائض۔ ۲ر

مجموعہ نظم حالی۔ چودہ متفرق نظمیں ۱۲ر

تحفۃ الاخوان (مشہور نظم) پند ونصائح ۱ر

چپ کی داد۔ عورتوں کی مظلومیت کی داستان ۱ر

کلیات نظم حالی (تمام منظوم کلام کا مجموعہ ۲ حصے) سے

دیوان حالی۔ پورا دیوان مع غزلیات و قصائد ۱۲ر

رباعیات حالی۔ تمام رباعیات کا مجموعہ۔ ۲ر

ضمیمہ اردو کلیات نظم حالی مشتمل نظم ونثر فارسی و عربی عہ

نثر

یادگار غالب مرزا غالب کی بہترین سوانح عمری عہ ۱۲ر

حیات جاوید۔ سرسید کے مفصل حالات ۵ حہ

مقدمہ شعر وشاعری۔ فن شعر پر محققانہ ریویو۔ عہ ۱ر

حیات سعدی۔ سعدی کے حالات عہ ۱ر

مقالات حالی۔ مضامین کا مکمل مجموعہ ۲ حصے ۵ حہ ۱ر

مضامین حالی۔ نامکمل مجموعہ عہ ۱۲ر

مکتوبات حالی۔ مولانا کے خطوط ۲ حصے سے

مجالس النساء (امورخانہ داری کے متعلق) عہ ۱ر

مولود شریف قدیم اور جدید طرز پر ۶ر

تذکرہ حالی (مولانا حالی کے مفصل حالات) ۱ر

بیان حالی۔ مولانا حالی کے خودنوشت حالات ۴ر

حیات حالی منظوم ۴ر حب وطن (نظم) ۱ر

حالی پبلشنگ ہاؤس "کتاب گھر" دہلی

مولانا حالی مرحوم
کا

سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ ادب کو زندگی سے جو بے تعلقی پیدا ہوگئی ہے اُسے دور کرکے ادب میں زندگی کا سوز و گداز اور زندگی میں ادب کا کیف و سرور بھر دیں، یہ مقصد ابھی تک پورا نہیں ہوا۔ "حالی پبلشنگ ہاؤس" اسی کو پورا کرنے کیلئے قائم کیا گیا ہے کہ جس ستھرے شستہ ادب پاکیزہ مذاق کی بنیاد حالی نے رکھی تھی اس مذاق کی نئی کتابیں چھپوائیں۔

اُردو زبان کی تمام بیش بہا تصانیف اور گراں قدر تراجم مشہور مصنفین کی علمی۔ ادبی۔ تاریخی کتابیں، تمام شعرا کے دواوین، غرض ہر قسم اور ہر صنف کی کتابوں کا بھی باقاعدہ انتظام کیا گیا ہے۔ ادب اُردو سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے مصنفین اُردو یعنی فہرست کتب با تصویر شائع کی گئی ہے جس میں ۱۲۰ حالات اور ۷۰ تصویریں ہیں جو بڑی محنت سے حاصل کی گئی ہیں، ایسی فہرست آج تک آپ کی نظر سے نہ گزری ہوگی قیمت با تصویر مع محصول ڈاک ۱۴ر اور بلا تصویر مفت (صرف ۲ر محصول ڈاک کے بھیج دیجئے) لائبریریوں، اسکولوں اور کالجوں کیلئے تمام کتابیں باہتمام مہیا کی جاتی ہیں۔ آپ کو جس کتاب کی ضرورت ہو طلب فرمایئے۔ ہمارا مقصد صرف تجارت ہی نہیں بلکہ خدمت بھی ہے۔

منیجر
حالی پبلشنگ ہاؤس "کتاب گھر" دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی

حقوق اولاد

لاڈلا بیٹا

لاڈلا بیٹا تھا اک ماں باپ کا — جان ماں کی، اور جاں باپ کا

دیکھ اسے ہوتے تھے دونوں باغ باغ — تھا وہی لے دے کے اس گھر کا چراغ

بال بیکا اس کا ہوتا تھا اگر — دل کو رہ جاتے تھے دونوں تھام کر

ہر طرح اس کی رضا مقصود تھی — جان تک اس کے لئے موجود تھی

وقف تھی سب اس پہ دولت اور مال — پر نہ تھا تعلیم کا اس کی خیال

روک ٹوک اس کی کسی نے کی نہ تھی — باپ نے جھڑکی تک اس کو دی نہ تھی

گھورسے واقف نہ تھا اُستاد کی
شکل دیکھی ہی نہ تھی، جلاّد کی

راہ سے مکتب کی، کتراتا تھا وہ
نام سے پڑھنے کے، گھبراتا تھا وہ

لکھنے پڑھنے کی نہ تھی ترغیب کچھ
گوشمالی تھی، نہ تھی تادیب کچھ

تربیت کے بدلے لاڈ اور پیار تھا
لہو و بازی میں سدا سرشار تھا

کھیل میں کرتا تھا برباد، آپ کو
اور نہ کچھ پروا نہ تھی، ماں باپ کو

جانتے تھے، گھر میں ہے دَولت بہت
لکھنے پڑھنے کی نہیں حاجت بہت

نوکری کرنی نہیں اس کو تلاش
ہے اِسی کے واسطے ساری معاش

گو، رہے بے علم اور نادان یہ
پر کسی صورت چڑھے پروان یہ

پیروی کی، اک خیالِ خام کی
فکر دونوں نے نہ کی، انجام کی

اَولاد کی باقاعدہ تربیت نہ کرنے کا نتیجہ

جب ہوا، وہ ناز پروردہ، جواں
رنگ لائیں ان کی بے پروائیاں

آپڑا اُس کا وہی آخر کو رنگ
لاڈلے بیٹوں کا جو ہوتا ہے ڈھنگ

سامنا ماں باپ کا کرنے لگا
ہمسری کا اُن کی، دم بھرنے لگا

حق تو اِن کے اُس سے کیا ہوتے ادا — اور نارض اُن کو وہ رکھنے لگا

تھیں ادائیں اُس کی اکثر ناپسند — کارگر اُس کو ملامت تھی نہ پند

جہل و نادانی کی تھیں طغیانیاں — رات دن کرنا تھا نافرمانیاں

اُس کو صحبت تھی، تو تھی اغیار سے — اُس کی ملت تھی، تو تھی الفار سے

شہر میں "آوارہ" کہلاتا تھا وہ — چوک میں پاتا تھا جب پاتا تھا وہ

پند سے ناصح کی، نفرت تھی اُسے — سائے سے اچھوں کے وحشت تھی اُسے

گھر میں آ، اک اک سے لڑ جاتا تھا وہ — باتوں باتوں میں بگڑ جاتا تھا وہ

نفس پر اپنے، نہ کر سکتا تھا جبر — نام کو اُس میں تحمل تھا، نہ صبر

دل پہ قابو، زینہار اُس کو نہ تھا — اور زباں پر اختیار اُس کو نہ تھا

جو وہ کرتا تھا، اُسے بھرتے تھے سب — اُس سے چھوٹے اور بڑے ڈرتے تھے سب

اصل میں کچھ بد نہ تھی اس کی سرشت — کر دیئے تھے جہل نے اطوار زشت

گو، نہ مطلق آدمیت اُس میں تھی — پر، جھلکتی قابلیت اس میں تھی

بدچلن تھا، پر نہ تھی طینت بُری — فطرت اچھی تھی، مگر عادت بُری

ے نوکر۔ ملازم

چڑھ رہا تھا اُس پہ بد صحبت کا رنگ　　لگ رہا تھا روشن آئینے کو زنگ
ذات میں اُس کی شرارت تھی نہ شر　　ہو گیا تھا بد، بدوں میں بیٹھ کر

باپ کی نصیحت

جب گئی حالت بگڑ حد سے سوا　　آ گیا دم ناک میں ماں باپ کا
باپ نے اک روز گھر میں بیٹھ کر　　یوں کہا بیٹے سے "اے جانِ پدر!
یاد ہیں وہ دن بھی تم کو یا نہیں　　جبکہ یہ رعنائیاں تم میں نہ تھیں
جب خبر اپنی نہ تھی کچھ آپ کو　　جانتے تھے تم نہ ماں اور باپ کو
پاسباں تھے آپ کے ماں باپ جب　　گوشت کا اک لوتھڑا تھے آپ جب
ہل نہ تم سکتے تھے بے امدادِ غیر　　تھے نہ یہ اڑنے کے پر، چلنے کے پیر
ہاتھ اور بازو یہ سب بیکار تھے　　سخت بے بس تھے تم، اور لاچار تھے
آنکھ سے چیپڑ چھڑا سکتے نہ تھے　　منہ سے مکھی تک اڑا سکتے نہ تھے
آگ پانی میں نہ تھی تم کو تمیز　　تھا تمہیں زہر اور امرت ایک چیز
رات دن یکساں سراسر تھا تمہیں　　دھوپ اور سایہ برابر تھا تمہیں

بھوک میں بےچین ہو جاتے تھے، پر — اپنی بےچینی سے تھے، تم بے خبر

پیاس لگتی تھی تو روتے تھے سدا — مانگنا پانی مگر آتا نہ تھا

کھا لیا، جو کچھ دیا تم کو کھلا — پی لیا جو کچھ دیا تم کو پلا

تلخ و شیریں میں نہ تھا کچھ امتیاز — اس سے رغبت تھی نہ اُس سے احتراز

یہ زباں نوری کہیں اصلا نہ تھی — تھی زباں منہ میں، مگر گویا نہ تھی

سب کو رو رو کر جگاتے تھے مگر — اپنے رونے کی نہ تھی تم کو خبر

تھی نہ اپنے نفع و نقصاں کی سمجھ — درد کی سدھ تھی، نہ درماں کی سمجھ

دیتے تھے بہرِ شفا، دارو اگر — سر پہ رو رو تم اٹھا لیتے تھے گھر

گرمی اور سردی میں جب کپڑے مجتیں — ہم پہناتے تھے، تو کرتے تھے ضد میاں

کیچڑ اور گادے سے نفرت کچھ نہ تھی — اور نجاست سے کراہت کچھ نہ تھی

وہاں اگر ہوتا نہ دم ماں باپ کا — کون رکھوالا تھا اُس دم آپ کا؟

دل کا کہہ سکتے نہ تھے، تم مدعا — بھوک کا رونا ہے، یا ہے پیاس کا

بھوک کے یا پیاس سے، اگر ہوتے تھے تم — کچھ نہ کہتے تھے، مگر روتے تھے تم

ہم سمجھ لیتے تھے لیکن ، مدّعا — بھوک کا رونا ہے ، یا ہے پیاس کا
پیاس میں مضطر جو پاتے تھے تمھیں — بن کہے ، پانی پلاتے تھے تمھیں
بھوک میں ، گر دیکھتے تھے بیقرار — دودھ تھے تم کو پلاتے بار بار
رُوپ تھے معلوم سارے آپ کے — سب سمجھتے تھے اشارے آپ کے
تم کو کچھ تکلیف ہوتی تھی اگر — خود بخود تھی ، دل کو ہو جاتی خبر
چین ہو جاتا سارا بر طرف — پھرتے تھے بیتاب دوڑے ہر طرف
حالتیں سب تھے تمھاری جانتے — آپ کے تیور تھے ہم پہچانتے
ہوتے تھے بیمار ، دورانِ حال جب — رات دن سہتی تھی ماں رنج و تعب
بارہا آنکھوں میں کٹ جاتی تھی رات — اِک بلا آتی تھی جب آتی تھی رات
ڈرتے تھے تم ، غیر عورت سے سدا — ماں کی گودی سے نہ ہوتے تھے جُدا
اوپری صورت سے تھے تم بھاگتے — دُودھ ہرگز غیر کا پیتے نہ تھے
پر کبھی تم سے دریغ اُس کو نہ تھی — گر تمھارے کام آتی جان بھی
آج بیماری سے فرصت تھی نہ کل — آج چیچک ، کل تھا پسلی کا خلل

کرتے تھے سیانوں کی جا جا منتیں — مانتے تھے نت ہزاروں منتیں
ناز اٹھاتے تھے طبیبوں کے سدا — ڈھونڈتے پھرتے تھے شربت اور دوا
عامل اور سیانوں نے جو مانگا دیا — منہ نہ پیسے کا کبھی ہم نے کیا
سخت بیماری کو جب پاتے تھے ہم — فکر کے مارے گھلے جاتے تھے ہم
رات اور دن ماں الگ تھی بیقرار — باپ پھرتا تھا الگ زار و نزار
اللہ آمین کر کے ہم لیتے تھے نام — کرتے تھے دم تم پہ سورے صبح و شام
آنکھ پر آتا تھا گر میل آپ کے — دم پہ بن جاتی تھی ماں اور باپ کے
چاہتے تھے تم کو خوش آٹھوں پہر — تم بسورے اور بنی یہاں جان پر
آپ کی خاطر اٹھائے دکھ پہ دکھ — دس برس تک ایک دن پایا نہ سکھ
ہم پہ گذریں کیسی کیسی سختیاں — گذریں دشمن پر نہ ایسی سختیاں
آئے گی خدمت ہماری، یاد جب — ہو گے تم خود صاحب اولاد جب
کی چھٹی ہم نے تمہاری جس طرح — کی ہو شاید ہی کسی نے اس طرح
مونڈن اور ختنہ کیا کس دھوم سے — شہر کو کھانا دیا کس دھوم سے

ہو چکی جب رسم بسم اللہ کی ۔۔۔ رائے ٹھنی اُس وقت ایک اک کی یہی

تم کو مکتب میں بٹھانا چاہیئے ۔۔۔ پڑھنے لکھنے پر لگانا چاہیئے

پر نہ مانا دل نے اپنے زینہار ۔۔۔ ڈالیئے اِس عمر میں تم پر یہ بار

ایک دو بار امتحاں کے طور پر ۔۔۔ تم کو مکتب میں جو دیکھا بھیج کر

سارے دن بیکل تمھاری ماں رہی ۔۔۔ اور پڑی تم میں ہماری جاں رہی

پھر تمھارا ہم نے جب دیکھا یہ حال ۔۔۔ تم کو ہے جانے سے مکتب کے ملال

جاتے ہو جب بے مزہ ہوتے ہو تم ۔۔۔ گھڑیوں ضد کرتے ہو اور روتے ہو تم

جلد مکتب سے اُٹھا ہم نے لیا ۔۔۔ آپ کے دل پر نہ میل آنے دیا

دل میں سمجھا ہو نہ جب بچے کو شوق ۔۔۔ لطف اُسے پڑھنے میں آئے اور نہ ذوق

بھیجنا مکتب میں ہے اُس کو ستم ۔۔۔ باز آئے ایسے پڑھوانے سے ہم

اپنی رُت پر آپ بڑھ چڑھ لوگے تم ۔۔۔ وقت جب آئے گا خود پڑھ لوگے تم

دوستوں نے ہم کو سمجھایا بہت ۔۔۔ اپنے بیگانوں نے بہلایا بہت

کھیل کی جب لگ گئی بچے کو چاٹ ۔۔۔ ہو گیا جی پڑھنے لکھنے سے اُچاٹ

کارگر ہو اُس کو پند اور قید کیا — اُس کے پڑھنے کی ہو پھر اُمید کیا

یوں سنورنے کا نہیں زِنہار یہ — حق میں ہے زہر اس کے، لاڈ اور پیار یہ

پیار سے سمجھے تو یوں سمجھاؤ تم — ورنہ اُٹھتے بیٹھتے دھمکاؤ تم

وقت یہ اغماض[1] کرنے کا نہیں — اب کا بگڑا پھر سنورنے کا نہیں"

کہتے تھے اپنے پرائے سب یہی — آتی تھی آواز روز و شب یہی

تم کو لیکن ہم نے جھڑکی تک نہ دی — جبر کرنے کو کبھی چاہا نہ جی

سن تمھارا جب زیادہ کچھ ہُوا — پھر پڑھانے کا ارادہ کچھ ہوا

اِک مُعلّم رکھا، اور اک خوشنویس — یاد ہوگی تم کو اُن دونوں کی فیس

ایک کو پانچ، ایک کو ملتے تھے دس! — یہ رہے نوکر برابر دو برس

اپنے اپنے فن میں تھے ہُشیار، یہ — پر رہے دونوں سدا بیکار، یہ

گرچہ تھی تاکید دونوں کی شدید — پر نہ دی تم نے کبھی اُن کو رسید

تم کو کب فرصت تھی کُود اور پھاند سے — بھاگتے تھے تم نوشت اور خواند سے

مُفت کی تنخواہ وہ پاتے رہے — نام کو ہر روز یہاں آتے رہے

[1] لاپروائی

تم نے آخر جب نہ کچھ پڑھ کر دیا — دے کے کچھ، دونوں کو رخصت کر دیا

ہم نے یہ سمجھا کہ کوشش ہے فضول — ساری تدبیریں ہیں اپنی بے اصول

لکھنا اور پڑھنا ہے سب تقدیر کا — تنگ ہے یہاں قافیہ تدبیر کا

جب ہوئے فضلِ الٰہی سے جواں — سر پہ شادی کا چڑھا بارِ گراں

منگنیاں ہوتی ہیں اکثر قوم میں — بیاہ ہوتے ہیں برابر قوم میں

کچھ بہت درکار زیور ہے نہ نقد — ہوتے اک شربت کے پیالے پر ہیں عقد

گر کفایت سوچتے کچھ خرچ میں — بیاہ دیتے بس یونہیں ہم بھی تمہیں

اپنے دِل میں پر یہی ہم نے کہا — ایک بیٹا اور وہ بھی لاڈلا

گو، تمام اِملاک بِک جائے مگر — خرچ کیجے بیاہ میں دل کھول کر

کی اگر یہاں بھی کفایت پر نگاہ — اور ہم کو کون سے کرنے ہیں بیاہ

وقت یہ آتے نہیں پھر بار بار — کل خزاں ہے آج اگر یہاں ہے بہار

ہے فراغت اور عسرت ساتھ ساتھ — کر لیں کچھ ہم بھی کہ اب چلتا ہے ہاتھ

ٹھان کر یہ جی میں، دی شادی رچا — اپنے سے جو ہو سکا سب کچھ کیا

گر نہ یاد اپنا رہا تم کو بیاہ — شہر کے چھوٹے بڑے ہیں سب گواہ
رات دن جلسہ تھا ناچ اور رنگ کا — غلغلہ تھا ڈھولک اور مِردنگ[1] کا
دیکھنے آتی تھی خلقت جھوم جھوم — دور تک اس بیاہ کی پہنچی تھی دھوم
دور سب کے دل سے رنج و غم رہا — بیس دن تک یہاں یہی عالم رہا
جانتے ہیں قوم کے برنا و پیر — آج تک دیتے ہیں سب اس کی نظیر
کی نہ دینے میں کفایت پر نظر — جس کو دینا تھا دیا دل کھول کر
اگلی اور پچھلی، پرانی اور نئی — شہر کی املاک ساری بک گئی
قرضہ تھا نقدی کا باقی جس قدر — گو ہوئی اُس سے سبکدوشی، مگر
رہن تھے جو گاؤں شادی میں کئے — آج تک بے چین ہوں اُن کے لئے
ہے بہت اُن کے چھڑانے کا خیال — پر بظاہر اُن کا چھٹنا ہے محال
اب بہت نازک ہے، حالت باپ کی — پہنچی یہ نوبت بدولت آپ کی
مال اور جاں سے زیادہ کوئی چیز — آدمی کو یہاں نہیں ہوتی عزیز
جان سے بھی ہم ہیں خدمت گذار — مال بھی ہم نے کیا تم پر نثار

[1] ایک قسم کا ڈھول

تم نے جو چاہا، کھلایا وہ تمھیں ‏ ‏ تم نے جو مانگا، پہنایا وہ تمھیں

گھوڑے چڑھنے کے لیے تم کو دیے ‏ ‏ رکھے خدمت گار خدمت کے لیے

شوق جو اچھا برا تم نے کیا ‏ ‏ ہم نے بھی تائید کی اُس کی سدا

خوب تم نے قدر کی ماں باپ کی ‏ ‏ خوب خدمت کی ہماری داد دی

تھا نتیجہ جاں فشانی کا یہی؛ ‏ ‏ تھا صلہ سوزِ نہانی کا یہی؛

باپ کا تم کو ادب اصلا نہیں ‏ ‏ ماں کی خدمت کی تمھیں پروا نہیں

گھر میں دو دو دن نہیں آتے ہو تم ‏ ‏ آتے ہو اک اک سے لڑ جاتے ہو تم

لوگ شاکی ہیں تمھارے جابجا ‏ ‏ خود برا کہہ کہہ کے سنتے ہو برا

ہیں تمھارے سارے اوباشوں[۱] کے ڈھنگ ‏ ‏ تم سے خُردوں اور بزرگوں کو ہے ننگ

ملنے والے ہیں تمھارے بادہ خوار[۲] ‏ ‏ اور جُواری ہیں تمھارے دوستدار

مرغ ہم نے بھی لڑائے ہیں بہت ‏ ‏ اور کبوتر بھی اڑائے ہیں بہت

پر ہمارا حال تم جیسا نہ تھا ‏ ‏ خبط تھا ہم کو بھی پر ایسا نہ تھا

اپنے سب کاموں کو جب بھگتا لیا ‏ ‏ دو گھڑی اِس میں بھی دل بہلا لیا

۱ بدچلن ۲ شرابی

تم تو دنیا اور دیں سب چھوڑ کر — ہو، انھیں دھندوں میں غرق آٹھوں پہر

ہے غرض ایسی ہی جو ہے تم کو ہمت — فکرِ دنیا ہے، نہ فکرِ آخرت

ہم پہ سب ہنستے ہیں اشراف اور رذیل — کر دیا تم نے تو ہم کو بھی ذلیل

کرچکا تھا قرض پہلے ہی زبوں — اور تم نے کر دیا عزت کا خوں

مُنہ نہیں ہوتا کسی کے رُو برو — خاک میں تم نے ملا دی آبرو

بہتر اپنا یہاں سے اُٹھ جانا ہے اب — رہ گیا پھر کیا، گئی عزت ہی جب

باپ کا تم جانتے ہو اپنے حال — قرض میں جکڑا ہوا ہے بال بال

ہاتھ میں زر ہے، نہ بازو میں ہے زور — مار کر فکروں نے کر ڈالا ہے بھور

کام کی باقی نہیں اپنے میں تاب — مدتوں سے دے چکی ہمت جواب

گور میں لٹکائے بیٹھے پاؤں ہیں — جا کے اب بن میں بساتے گاؤں ہیں

آپ میں ہوتا اگر کچھ حوصلا — آدمیت کا تھا اب یہ مقتضا

سر پہ لیتے اپنے گھر کا بوجھ تک — باپ کو فکروں سے کر دیتے سبک

ہم رہے جیسے فدا تم پہ مدام — تم بڑھاپے میں ہمارے آتے کام

ہم رہے اب تک تمھارے سربراہ — اب ہمارے بیٹے تم پشت و پناہ

ہم بھی یہاں سکھ پاتے کچھ اولاد کا — نام چلتا دیکھتے اجداد کا

پر، خدا کو تھا یہی منظور آہ — ہو نئے وارث کے، ہو گھر اپنا تباہ

جب کریں دنیا سے آہنگِ سفر — ہم بھرا گھر جائیں ویراں چھوڑ کر

خیر اب ہم کو تو یہاں رہنا ہے کم — کوئی دن کے اور ہیں مہمان ہم

پر تمھیں ہے کاٹنی اک عمر یہاں — ہو، ابھی فضلِ الٰہی سے جواں

اب بھی اپنی حرکتوں سے باز آؤ — ڈھیل پہ بازیِ دوراں کی نہ جاؤ

بس گئیں حد سے گذر رسوائیاں — کب تلک آخر یہ بے پروائیاں؟

ناز و نعمت کا زمانہ ہو چکا — خوابِ غفلت کا زمانہ ہو چکا

گردشِ گردوں ہے ہر دم گھات میں — شاطرِ دوراں ہے فکرِ مات میں

ہاتھ سے جا کر نہیں آتا ہے وقت — دیکھو بھائی ہاتھ سے جاتا ہے وقت

گر رہے اب بھی یونہیں تم نادرست — خود زمانہ تم کو کر دے گا درست

گردشیں دیں گی نکال ایک ایک بل — ٹھوکریں کھا کھا کے جاؤ گے سنبھل

پھر سنبھلنا وہاں یہ کس کام آئے گا
جب سنبھلے سے نہ سنبھلا جائے گا

ہوگی اُڑنے کی ہوس تم کو مگر
ہوں گے اڑنے کے نہ اس دم بال و پر

عقل ہوگی، پر نہ ہوگا اقتدار
عزم ہوگا، پر نہ ہوگا اختیار

جب کہ گیتی رنگ یہ دکھلائے گی
تب ملامت باپ کی یاد آئے گی"

بیٹے کا جواب

باپ یہ سب کر چکا تقریر جب
سر جھکا کر از رہِ شرم و ادب

عرض کی بیٹے نے ارشاد آپ کا
قبلۂ عالم! سراسر ہے بجا

آپ کی اور والدہ کی شفقتیں
آخری دم تک نہ بھولیں گی ہمیں

حق ہیں سب سینے میں مضمر آپ کے
نقش ہیں احسان دل پر آپ کے

میری جو دلجوئیاں کیں آپ نے
وہ نہ کی ہوں گی کسی ماں باپ نے

اچھے سے اچھا کھلایا آپ نے
اچھے سے اچھا پنہایا آپ نے

جان و دل ہم پر فدا کرتے رہے
ناز برداری سدا کرتے رہے

ہے بڑے افسوس کا لیکن مقام
شفقتیں کچھ آپ کی آئیں نہ کام

وہ محبت اور نوازش آپ کی — حق میں اپنے، زہرِ قاتل ہو گئی
خدمتِ عالی میں دگستاخی معاف — عرض کر سکتا نہیں ہیں صاف صاف
پر جہاں ہو، بات کہنے کا محل — وہاں نہیں خاموش رہنے کا محل
گو کہ ہوں میں سر بسر تقصیر وار — مجھ سے ہے نوعِ بشر کو ننگ و عار
دھوم ہے میری بدی کی جا بجا — عیب ہے مجھ سے بزرگوں کو لگا
کو بکو آوارہ، صبح و شام ہوں — شہر میں رسوا ہوں اور بدنام ہوں
بے ہنر مجھ سے نہیں ہوتے کہیں — پر مری تقصیر کچھ اِس میں نہیں
اُٹھے ہم، جیسا اٹھایا آپ نے — بن گئے جیسا بنایا آپ نے
کہتے ہیں "اخبار" میں آیا ہے یہ — مخبرِ صادق[1] نے فرمایا ہے یہ
اصلِ فطرت میں ہیں سب بچے رشید — غیب سے آتے ہیں سب بن کر سعید
پھر اسی رستے پہ پڑ جاتے ہیں وہ — رُخ جدھر ماں باپ کا پاتے ہیں وہ
آئے تھے ہم جستجو میں راہ کی — تھی فقط درکار ہم کو رہبری
آپ نے جو راہ دی ہم کو بتا — ہم نے لی وہ راہ بے چون و چرا

[1] پیغمبر صلعم

آپ کے انعام اور احسان سب — یوں اگر کہیے تو لوں میں مان سب

پر، اگر انصاف کچھ فرمائیں آپ — اِس طرح مجھ کو نہ پھر شرمائیں آپ

ذکرِ بچپن کا جو فرماتے ہیں آپ — اپنے احسانوں سے شرماتے ہیں آپ

ہاں مُقرّر مامتا ماں باپ کی — حق میں بچوں کے ہے، اک نعمت بڑی

گر نہ ہو، ماں باپ کو اُن کا خیال — پرورش پانا ہو بچوں کا محال

پر نہیں دخل اس میں کچھ انسان کا — اس میں ہے ماں باپ کا احسان کیا

جان دے پانی، اگر کھیتی میں ڈال — یا وہ کر دے خشک پودوں کو نہال

اِس میں پانی کا نہیں کچھ اختیار — ہے یہ خاصیّت عطائے کردگار

کچھ نہیں تخصیص یہاں انسان کی — ہے یہی خصلت ہر اک حیوان کی

جانور بھی جو نہیں رکھتے تمیز — سب کو بچے اپنے ہوتے ہیں عزیز

بھوک میں لیتے ہیں سب اُن کی خبر — پیاس میں کرتے ہیں سب حلق اُن کا تر

زد میں جب دشمن کی، پاتے ہیں انھیں — زد سے دشمن کی بچاتے ہیں انھیں

آنکھ سے اوجھل وہ ہو جاتے ہیں جب — ڈھونڈتے پھرتے ہیں ہر سُو مضطرب

ہے غرض الفت وہی حیوان کو — لاگ جو بچوں سے ہے انسان کو

دی ہے آگ اِک دل میں قدرت نے لگا — جس سے دل بس میں نہیں ماں باپ کا

جب کہ قابو میں نہیں رہتا ہے دل — مانتے ہیں دل کی جو کہتا ہے دل

فکر میں گھٹنا سدا اولاد کے — جھیلنے دُکھ بَر ملا اولاد کے

کچھ خوشی ماں باپ کے دل کی نہیں — پر کریں کیا؟ مانتا دل ہی نہیں

وہ تو کرتے لاکھ بار اِن سے گریز — کیا کریں؟ ہے آتما کی آنچ تیز

اُس خدا نے ذات ہے جس کی حکیم — جس کی حکمت اور حکومت ہے قدیم

ہوش خُردوں کو نہیں جب تک دیا — اُن کا ضامن ہے بزرگوں کو کیا

تا کہ بیہوشی میں لیں اُن کی خبر — چوکسی اُن کی کریں آٹھوں پہر

ہوں اگر بھوکے تو کچھ اُن کو کھلائیں — ہوں اگر پیاسے تو کچھ اُن کو پلائیں

جاگتے سوتے ہوں اُن کے پاسباں — بیٹھتے اٹھتے ہوں اُن پر جاں فشاں

اُن کو بیکل دیکھ کر ہوں بے قرار — اُن کی بیماری میں ہوں تیماردار

بے بسی کے دن نکلوانا ہے یوں — اپنے مدہوشوں کو بلوانا ہے یوں

ہر بشر کو دی ہے مہرِ اولاد کی | اِس طرح دُنیا ہے یہ آباد کی

گر نہ ہو یہ مامتا انسان میں | خانماں ویراں ہو سب اک آن میں

اِس سے بچ سکتا کوئی انساں نہیں | اِس میں کچھ اولاد پر احساں نہیں

جب کہ دکھتا ہے کوئی عضوِ بدن | سارے ہو جاتے ہیں بیکل مرد و زن

کرتے ہیں تدبیر ہو سکتی ہے جو | درد کی تکلیف کھو سکتی ہے جو

درد کی جب تک کسک جاتی نہیں | کچھ کیے بن اُن کو بن آتی نہیں

ہے یہی بالکل مثال اولاد کی | کیونکہ ہے جزوِ بدن اولاد بھی

کل سے اُن کی کل سدا پلتے ہیں دل | دُکھ سے اُن کے سب کے دکھ جاتے ہیں دل

پیاس میں بچوں کو روتا دیکھ کر | کیا کریں پانی نہ دیں اُن کو اگر؟

بھوک میں جب روتے ہیں بچے زار زار | چھوڑ دیں کس طرح اُن کو بیقرار

اُن پہ گر سختی گذرتی ہے ذرا | اُن سے یہاں وہ چند ہوتی ہے سوا

اُن کا خوش جب بات سے ہوتا ہے جی | حصر ہے اس بات پر ان کی خوشی

اُن کی کُلفت ہے بلا اِن کے لئے | اُن کی فرحت ہے غذا اِن کے لئے

طبع انساں کا ہے یہ جب اقتضا — کیا کرے گر ہو نہ بچوں پر فدا

اپنی راحت خوش نہیں آتی کسے — اپنی آسائش نہیں بھاتی کسے

جب کہ مصرف دودھ کا کوئی نہ پائیں — کیوں نہ مائیں اپنے بچوں کو پلائیں

اُن کو بِن بچّوں کے نیند آئے نہ جب — کیوں نہ چھاتی سے لگا کر سوئیں سب

کس طرح غافل ہوں پھر اولاد سے — جب نہ بِن دیکھے ہو چین اولاد کے

کہتے ہیں بچّوں کو ہم کرتے ہیں پیار — اور دل کو اپنے دیتے ہیں قرار

ظاہرا اُن کی خوشی کرتے ہیں یہ — اور ٹھنڈا اپنا جی کرتے ہیں یہ

مار پر ہاتھ اُن کی اٹھتا ہے اگر — دل کو رہتا ہے قلق دو دو پہر

اس لئے رکھتے ہیں اُن کو پیار سے — کیونکہ دل دُکھتا ہے اُن کی مار سے

پیار اُنھیں کرتے ہیں سب اپنے لئے — اُن کا دم بھرتے ہیں سب اپنے لئے

ایک شفقت میں ہے، دُہری منفعت[۱] — پرورش اُن کی اور اپنی مصلحت

چین پر اُن کے بھی ہو شاید نظر — اُن سے چین اپنا مقدم ہے مگر

بھول کر بھی کوئی نام ان کا نہ لے — پر طبیعت چین یہاں لینے بھی دے

[۱] فائدہ

شفقتیں ایسی ہی سمجھیں آپ سب ۔۔۔ کرتے ہیں بچوں پہ جو ماں باپ سب
اب رہی شادی چھٹی اور بیاہ کی ۔۔۔ رسم مونڈن، اور بسم اللہ کی
گو ہے یہاں دم مارنا بے غیرتی ۔۔۔ ناسپاسی ، اور کافر نعمتی!
بات لیکن بے کہے بنتی نہیں ۔۔۔ خواہ نفریں کیجئے خواہ آفریں
شادیوں میں آپ نے جو کچھ کیا ۔۔۔ میری تقریبوں میں جو جو کچھ دیا
تھا وہ سب کچھ اپنی عزت کے لئے ۔۔۔ نیک نامی اور شہرت کے لئے
تھا بہانہ یہ، کہ ہے عقدِ پسر ۔۔۔ تھی مگر اپنی نمائش پر نظر
ہر طرف مدح و ثنا تھی آپ کی ۔۔۔ ہر زباں پر واہ وا تھی آپ کی
چپ تھے سارے خردہ گیر اور نکتہ چیں ۔۔۔ سب یہ کہتے تھے کہ "حضرت آفریں"
دوست ہی کرتے نہ تھے بس واہ وا ۔۔۔ دشمنوں نے بھی لئے تھے سر جھکا
معترف بیگانے اور اپنے تھے سب ۔۔۔ تھا جہاں چرچا یہی تھا روز و شب
تھا ہمارا کام، اور نام آپ کا ۔۔۔ بلکہ تھا سب نام اور کام آپ کا
یہاں نہ ہم کو دھیان تک شادی کا تھا ۔۔۔ اور نہ ارماں گھر کی آبادی کا تھا

بیاہ یا شادی کا جب سنتے تھے نام　　تھا ہمیں ایک اک کا منہ تکنے سے کا

ہم کو تھا شادی سے ایسا ہی لگاؤ　　بیاہ کا ہو جیسے اک گڈے کو چا

آپ کے دل میں تھے کچھ ارماں بھرے　　بیاہ اٹھا کر وہ ہمارے سر دھر

مفت ہم شرمندۂ احساں ہوئے　　اور پورے آپ کے ارماں ہو

گھر میں جو نقدی تھی یا اسباب تھا　　یا سہارا تھا کچھ اک جاداد کا

کی نہ حضرت نے نظر انجام پر　　کر دیا قربان سب اک نام پر

آپ کی تو نبھ گئی عزت کے ساتھ　　نئو سے بہتر عیش اور عشرت کے سـ

پر ہماری کس طرح ہوگی بسر　　گھر میں دولت ہے نہ ہاتھوں میں

ہے ہمیں اب آفتوں کا سامنا　　ہو گیا عزت کا مشکل تھام

کر دیا خوں زور و زر کا آپ نے　　گھاٹ کا رکھا نہ گھر کا آپ نے

آپ کو ہوتا اگر منظور یہ　　کاہشیں ہم سے رہیں سب دور یہ

جورِ گردوں سے نہ ہوں پامال ہم　　بعد حضرت کے رہیں خوشحال ہم

شادیوں میں رائگاں کھوتے نہ مال　　اپنی شہرت کا نہ کرتے کچھ خیال

کھولتے ہم پر نہ در افلاس کے — چھوڑ جاتے کچھ ہمارے واسطے

ہم پہ احساں آپ یہاں کرتے اگر — علم کی دولت سے کرتے بہرہ ور

کھول کر تعلیم میں دل کرتے خرچ — ہونا کچھ ہوتا اگر کاموں میں حرج

علم کا تھا ہم کو بیشک شوق کم — کانپتے تھے نام سے پڑھنے کے ہم

بے خبر تقدیر کی گھاتوں سے تھے — بھاگتے ہم کام کی باتوں سے تھے

تھے نصیحت سے بزرگوں کی نفور[1] — رہتے تھے سائے سے اُن کے دُور دُور

پاس عزت کا، نہ ڈر ذلت کا تھا — پردہ آنکھوں پہ پڑا غفلت کا تھا

تھے مگر ہر طرح بس میں آپ کے — حکم سے باہر نہ تھے ماں باپ کے

ہم سے سرزد جب خطا ہوتی کوئی — یا کہ حرکت ناسزا ہوتی کوئی

گو کہ دل کڑھتا سزا سے آپ کا — دل پہ کرتے جبر، پہ دیتے سزا

آپ کی خفگی کا ڈر ہوتا اگر! — تربیت کا کچھ نہ کچھ ہوتا اثر

گر وطن میں تربیت آساں نہ تھی — کچھ جدائی خارج از امکاں نہ تھی

سوچتے انجام کی بدبختیاں — کرتے فرقت کی گوارا سختیاں

[1] نفرت کرنے والا

بھیج دیتے گھر سے باہر چند روز | لیتے دھر چھاتی پہ پتھر چند روز

مصلحت پر کرتے اُلفت کو فدا | کچھ دنوں اپنے سے کر دیتے جُدا

یاد سے اپنی بھلا دیتے ہمیں | پر کسی قابل بنا دیتے ہمیں!

گر جُدائی آپ کو آتی نہ راس | دل ہمارا ہی یاد میں رہتا اُداس

دردِ فرقت سے نہ کچھ گھبراتے آپ | دل بہلتا جس طرح بہلاتے آپ

شادیوں میں خرچ جو اُٹھا فضول | ہم کو آخر کیا ہُوا اُس سے حصول

تربیت میں اپنی وہ اُٹھتا اگر | ہم نہ ہوتے خوار، شاید اِس قدر

گھر میں کچھ باقی نہ رہتا اپنے جب | چار سُو پاتے کھُلی، راہِ طلب

ہاتھ میں ہوتا، اگر کچھ بھی ہنر | رہتے عزت سے نکل جاتے جدھر

اپنے حق جتنے بتائے آپ نے | ہم پہ جو احساں جتائے آپ نے

یوں تو ہیں، وہ قابلِ تسلیم سب | کیونکہ ہے ہم کو یہی حکمِ ادب

کرتے ہیں جب دل میں لیکن غور ہم | اپنا حصہ اُن میں کچھ پاتے ہیں کم

یاد ہیں سب ہم کو احساں آپ کے | پر کچھ امیدیں تھیں، کچھ ارماں آپ کے

اپنی خوشیاں کرتے تھے پوری مگر
تھی مصالح پر ہماری، کم نظر

ایسے احسانوں سے ہو دل شاد کیا
ہم بزرگوں کو کریں گے یاد کیا”

بیٹے کی ندامت

باپ سے جوشِ جوانی میں پسر
باتیں یہ کہتے تو کہہ گذرا مگر

کہہ کے جی میں اپنے شرمایا بہت
جرأت بیجا سے پچھتایا بہت

گو دیئے الزام سب اپنے مٹا
پر نہ مٹ سکتا تھا حق ماں باپ کا

دے رہا تھا باپ کو زک صاف صاف
کہہ رہا تھا دل مگر اس کے خلاف

دعوے، احساں سے سبکدوشی کے تھے
پر دبی جاتی تھی گردن بوجھ سے

گو، زباں بس میں نہ تھی نادان کی
پر گلے میں تھی کمند احسان کی

کرکے عذرِ شوخ چشمی باپ سے
گر پڑا قدموں پہ آکر باپ کے

دل جو اُمڈا، دیر تک روتا رہا
متصل اشکوں سے منہ دھوتا رہا

باپ کی دوبارہ نصیحت

گو ہوئی تھی باپ کو خفت کمال — پر یہ دیکھا اُس نے جب بیٹے کا حال

جلد قدموں پر سے سر اُس کا اٹھا — اپنی چھاتی سے لیا اُس کو لگا

پھر کہا بیٹے سے "اے لختِ جگر — کیوں ہوئی تم کو ندامت اِس قدر؟

تم نے جو الزام ہیں مجھ کو دیئے — اِس سے بڑھکر کیا خوشی ہوگی مجھے

شُکر ہے، اتنی تو ہے تم کو خبر — باپ نے رکھا ہے تم کو بے ہنر

سب بُرے تم سے سلوک اُس نے کیے — جو بھلائی کی، وہ کی اپنے لیئے

باپ تو کہنا ہی تھا تم کو بُرا — تم نے کر دی باپ کی ثابت خطا

چاہیئے اِس کے سوا کیا باپ کو — باپ کے تم رہنما پیری میں ہو

پَر مری جاں ہم تو ہیں پا در رکاب — آنے والی ہے اجل سر پر شتاب

فی الحقیقت گر ہوئی ہم سے خطا — حاصل اب اس کے جتانے سے ہو کیا

عمرِ رفتہ پھر ملے جب باپ کو — اس نصیحت پر عمل تب ہو تو ہو

جب کہیں بیٹا ہو پیدا دوسرا
عمر بھی خالق کرے اُس کو عطا

اور رہے سر پر سلامت باپ بھی
بات بھی بگڑی نہ ہو یوں باپ کی

تب نصیحت ہو تمھاری سُود مند
ہو سکے تب باپ اِس پر کاربند

جب کہ یہ ممکن نہیں اے جانِ جاں
ہے ہمیں الزام دینا رائیگاں

سرزنش کا وقت ہی جب ہو چکا
سرزنش اب تم نے کی ہم کو تو کیا

رُت ہماری تو گئی ساری گذر
ہو ابھی تم جوہرِ قابل، مگر

غلطیاں سب باپ کی ہو جانتے
اپنے نیک و بد کو ہو پہچانتے

راہ پر چاہو تو آ سکتے ہو تم!
ہم نے جو کھویا ہے پا سکتے ہو تم

ہو گئی یا لغزش جو کچھ باپ سے
ہے تلافی اُس کی ممکن آپ سے

تربیت بیجا کریں ہم، یا بجا
تربیت ماں باپ کی ہے چیز کیا

نوجوانی کا نشہ چڑھتا ہے جب
سب دھری رہتی ہے تعلیم اور ادب

ہاں مگر جو عقل خود رکھتے ہیں یہاں
ٹھیک رہتے ہیں وہی ہو کر جواں

ہر کوئی بیج اپنا خود بوتا ہے خوب
کام اپنا آپ ہی ہوتا ہے خوب

پہلے اپنا سوچ لو انجام تم
دیتے رہنا پھر ہمیں الزام تم

ہم نے بچپن میں بگاڑا ہے مگر
اب تو تم عاقل ہو خود جاؤ سنور

اب بھی گر حالت نہ بدلی آپ کی
آپ کی بھی پھر مثل ہو گی وہی

باپ نے بیٹے کو نالائق کہا
بیٹا نالائق ہی سچ مچ بن گیا

تاکہ کہنا باپ کا جھوٹا نہ ہو
نسبتِ نالائقی بیجا نہ ہو

ہے پسندیدہ، اطاعت باپ کی
پر نہ ایسی جیسی اس لڑکے نے کی

ہے اگر بیٹا! اطاعت اس کا نام
ایسی ناواجب اطاعت کو سلام

مولانا حالی کی مشہور نظمیں

مناجات بیوہ ۲ر چپ کی داد امر شکوہ ہند امر
حبِ وطن امر تحفۃ الاخوان امر

آزاد

قیمت سوا روپیہ